ابراہیم نظّام

عبداللطیف ارشد

ابواسحٰق ابراہیم بن سیار بن ہانیٔ بصری معتزلہ کے امام تھے، اس کا شمار علمِ کلام کے بڑے علماء اور اچھے شاعروں میں ہوتا ہے۔ علوم فلسفہ میں تبحر حاصل کیا۔ علماء طبیعین اور الٰہین نے جو کتابیں لکھی ہیں ان پر مطلع ہوا، لیکن وہ متقدمین حکماء کا مقلد نہ تھا، بلکہ مخصوص آراء ' مالک اور ایک خاص مذہب کا صاحب تھا۔ معتزلین میں جو اس کے پیروکار ہیں ان کو س کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے نظّامیہ کہا جاتا ہے۔

نظام نہایت باکمال انسان، تیز ذہن، صاف طبیعت، مستقل فکر، وسعتِ اطلاع کے مالک تھے۔ باریک معانی تک پہنچ جاتے اور پھر ان کو عمدہ لفظ اور اچھے بیان کے سانچے ہں ڈھال دیتے تھے۔

اعتزال میں علاف کے شاگرد بنے، بعد میں اس سے الگ ہوئے اور ایک مخصوص ہب کی بنیاد ڈالی۔ کچھ زمانہ بغداد میں زندگی بسر کی اور عالمِ شباب میں چھتیس برس عمر میں وفات پائی۔ وہ جاحظ کے استاد تھے۔

نظّام کی دو ظاہر خصوصیتیں تھیں؛ ادبی اور کلامی۔ ادبی لحاظ سے وہ رقیق اور

باریک معانی میں غوطہ لگانے اور ان کو عجیب وغریب قالب میں ڈھالنے میں معروف تھے۔

نظام اور خلیل بن احمد

روایت ہے کہ نظام صغرسنی میں خلیل بن احمد کے پاس آیا۔ خلیل کے ہاتھ میں کانچ کا پیالہ تھا، خلیل نے نظام سے کہا کہ اس کی وصف بیان کر! نظام نے پوچھا کہ "ابمدح ام بذم" یعنی پیالے کی تعریف بیان کروں یا برائی بیان کروں؟ خلیل نے کہا تعریف کر! نظام نے کہا "تریك القذى، ولا تقبل الاذى، ولا تستر ماوراءها" یہ پیالہ تجھے پانی میں تنکا دکھاتا ہے تجھے ایذا نہیں دیتا اور اپنے سے باہر کی چیز کو نہیں چھپاتا۔ خلیل نے کہا اب اس کی برائی بیان کر! نظام کہنے لگا: "یسرع الیها الکسر، ولا تقبل الجبر"۔ یہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور جوڑ کو قبول نہیں کرتا۔ خلیل نے پھر اسے اپنے گھر میں کھڑے ہوئے درخت کھجور کے لئے کہا کہ اس کی وصف بیان کر۔ نظام نے پھر وہی مدح اور ذم کا سوال کیا، خلیل نے مدح کے متعلق کہا۔ نظام نے کہا:۔ اس کا پھل میٹھا ہے اس کی منتہا طویل ہے اس کا اوپر کا حصہ عمدہ ہے۔ خلیل نے کہا اچھا اس کی برائی بیان کر! نظام نے کہا:۔ اس پر چڑھنا دشوار ہے، اس کا پھل دور ہے، ایذا، دینے والے (کانٹوں) سے لپٹا ہوا ہے۔ یہ سن کر خلیل نے کہا کہ اے بیٹے ہم تو تجھ سے پڑھنے کی طرف زیادہ محتاج ہیں۔

نظام کی نثر کا ایک عجیب نمونہ

نظام سے ایک لطیف نثر نقل کی جاتی ہے جس کے جملے چھوٹے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے سامنے عبدالوہاب ثقفی کا ذکر چھڑا تو اس کی مدح میں کہنے لگا:۔ "وہ خوف کے بعد امن، بیماری کے بعد صحت، قحط کے بعد فراوانی، فقر کے بعد آسودگی، محبوب کی طاعت غمگین کی کشائش اور وصال اور تروتازہ شباب (ان سب) سے زیادہ شیریں ہے"۔

نظام کا کلام

ایک مرتبہ گرج اور ہوا کی آواز سنی تو یہ دعا کرنے لگے:۔ اللهم ان کان عذابا فاصرفه، وان کان صلاحا فزد فیه، وهب لنا الصبر عند البلاء، والشکر عند الرخاء۔ اللهم ان کانت منحة فمن علینا بالصحة، وان کان عقابا فمن علینا بالمغفرة۔ خداوندا! اگر یہ عذاب ہے تو اس کو

پھیر دے اور اگر مفید ہے تو اس کو بڑھا اور ہم کو مصیبت کے وقت صبر اور فراخی کے وقت شکر عطا کر! خداوندا! اگر یہ عطا ہے تو ہم پر عصمت کے ساتھ احسان کر! اور اگر عذاب ہے تو مغفرت کے ساتھ ہم پر احسان کر!

سخا اور جود کے متعلق نظام کی رائے

نظام مال و دولت خرچ کرنے میں بڑا ہی جواد تھا۔ بادشاہ کی طرف سے اس کو بہت سی دولت پہنچتی رہتی تھی، اور یہ اس میں سے اپنے لئے صرف کفایت کے طور پر کچھ مال رکھتا تھا باقی سب نیکی میں خرچ کر دیتا تھا۔ اور اس سلسلے میں جب اسے لوگوں کی طرف سے عتاب کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہتے تھے "میرے اوپر مال کا یہ حق ہے کہ میں اس کو اس کے معدن سے طلب کروں اور پھر زائد کو اس کے اہل پر خرچ کروں اور میرا مال پر یہ حق ہے کہ مجھ کو برائی سے بچائے اور میری عزت اس کے خرچ کرنے سے محفوظ ہو جائے۔ یہ تب ہو سکتا ہے جب میں اس کے خرچ کرنے میں بخل نہ کروں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مالدار آدمی کو راحت کم اور تکلیف زیادہ پہنچتی ہے۔ اس کا حظ معمولی اور نقصان زیادہ ہوتا ہے، پھر وہ اس حالت میں رہتا ہے کہ بادشاہ اس کو نظر میں رکھے، اہل حقوق اس کو برا بھلا کہتے رہیں اور اقربا رغبت کرتے رہیں اور اولاد اس کے فراق کی تاڑ میں ہو" اسی طرح یہ طویل عبارت چلی جاتی ہے۔

ایک تعزیت کی مجلس میں علاف کے ساتھ

حکایت ہے کہ صالح بن عبدالقدوس کا بیٹا مر گیا۔ ابو الہذیل علاف اور نظام اس کے پاس تعزیت کے لئے گئے۔ لڑکا چھوٹی عمر کا تھا، صالح کو اس کی جدائی پر بڑا غم تھا۔ ابو الہذیل نے اسے کہا "مجھے تیری بے صبری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی" صالح نے کہا کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ لڑکے نے "کتاب الشکوک" کو نہیں پڑھا تھا۔ ابو الہذیل نے پوچھا کہ کتاب الشکوک کیا ہے؟ صالح نے کہا کہ وہ ایک کتاب ہے جس کو میں نے لکھا ہے، اگر کوئی اس کو پڑھے گا تو ماضی کی چیزوں میں شک کرے گا یہاں تک کہ وہ یہ وہم کرے گا کہ وہ چیز نہ تھی، اور اگر غیر موجود میں شک کرے گا تو اس کو موجود گمان کرے گا۔ یہ سن کر نظام نے کہا فشك انت فی موت ابنك واعمل علی انه لم یمت

وان مات، وشك ايضاً فی انه قد قرأ هٰذا الكتاب وان لم يكن قرأه۔ یعنی تجھ کو اپنے بیٹے کی موت میں شک کرنا چاہیئے اور یہ فرض کر کہ وہ نہیں مرا، اگرچہ فی الواقع مر چکا ہے اور یہ بھی خیال کر کہ اس نے کتاب الشکوک پڑھی تھی، اگرچہ فی الواقع نہیں پڑھی تھی ۔۔ صالح یہ سن کر حیران سا رہ گیا۔

نظام سے یہ کلام بھی منقول ہے کہ وہ اپنے بعض شاگردوں سے فرما رہے تھے "اذا كان فی جيرانك جنازة وليس فی بيتك دقيق ، فلا تحضر الجنازة ، فان المصيبة عندك اكثر منها عند القوم وبيتك اولی بالماتم" یعنی اگر تیرے پڑوس میں جنازہ ہے اور تیرے گھر میں آٹا نہیں ہے تو جنازہ میں مت حاضر ہو، کیوں کہ قوم کے ہاں تیری مصیبت اس سے بڑھ کر ہے، اور تیرا گھر ماتم کرنے کے لئے زیادہ سزاوار ہے۔

نظام لقب سے کیوں مشہور ہوا؟

ابراہیم کی "نظام" لقب سے مشہور ہونے کے متعلق اس کے اتباع تو یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کلام کو عمدہ نظم کرنے کی وجہ سے نظام کہلائے گئے اور نظام کے دشمن یہ کہتے ہیں کہ وہ بصرہ کے بازار میں مہرے اور کوڑیاں پروتا تھا، اس لئے اس کو نظام کہا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ دقیق معانی کو عمدہ الفاظ میں ڈھالنے والے اور مخصوص طرز کے شاعر تھے، اس کے اقوال اور اشعار کو دیکھ کر راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لقب نظام کی اصلی وجہ تسمیہ نظم کلام کی وجہ سے ہوئی ہے، چاہے وہ نثر ہو یا شعر، اور اگر وہ بصرہ کے بازار میں کوڑیوں کو پرونے کا کام بھی کرتا ہو تو یہ کوئی اس کے لئے عیب کی چیز نہیں ہے۔

نظام کے کچھ اشعار

يا تاركی جسداً بغير فؤاد — اسرفت فی الهجران والابعاد
ان كان يمنعك الزيارة اعين — فادخل الیّ بعلة العواد
ان العيون علی القلوب اذا جنت — كانت بليتها علی الاجساد

(ترجمہ) اے مجھے جسم بغیر دل کے چھوڑنے والے، تم جدائی اور دور رہنے میں حد سے

بڑھ گئے۔ اگر جاسوس تجھے ملاقات سے روکتے ہیں، تو طبع پرسی کے بہانے ہی میرے پاس آجا۔ تحقیق جب آنکھیں دلوں پر جنایت کرتی ہیں تو اس کی آفت اجسام پر آتی ہے۔

ایک دوسرا شعر ہے:۔

هو البدر الا ان فیه رقائقا من الحسن لیست فی هلال ولابدر

وینظر فی الوجه القبیح بحسنه فیکسوه حسنا باقیا آخر الدهر

ترجمہ:۔ وہ چودہ تاریخ کا چاند ہے مگر اس میں حسن کی دھاریاں ہیں جو کہ ہلال اور بدر میں نہیں ہیں اپنے حسن سے قبیح چہرے کو دیکھتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے حسین رہتا ہے۔

اسی طرح وہ اپنے شعر اور نثر میں فلسفہ پیش کرتا ہے، اس لئے اس کے معانی لطیف اور الفاظ جید ہوتے ہیں۔ نظام کو ابونواس شاعر پسند آتا تھا، کیونکہ اس کے شعر میں بھی معنوی لطف پایا جاتا ہے اور کبھی کبھی فلسفہ بھی ہوتا ہے۔ جاحظ کہتا ہے کہ میں نے نظام سے اس حالت میں کہتے ہوئے سنا جب اس کے پاس ابونواس کا شعر پڑھا گیا "اس جوان کے پاس کلام جمع ہوا پس اس نے احسن کلام کو اختیار کیا" اس سے وہ ابونواس کا ارادہ کرتے تھے۔

نظام وسیع ثقافت کے صاحب تھے

نظام ادیب، رقیق طبع، باریک معانی والے تھے، اچھی گفتار اس کو پسند آتی تھی۔ شعر اور نثر دونوں عمدہ کہتے تھے، وسیع ثقافت کے مالک تھے، ادبی ثقافت کے لحاظ سے بہت سے اشعار اور اخبار یاد رکھتے تھے۔ اس کی دینی ثقافت کا یہ عالم تھا کہ مرتضیٰ نے روایت کی کہ "نظام قرآن، توریت، انجیل اور ان کے تفاسیر پڑھتے تھے۔ احکام اور فتاویٰ میں اس کو وسیع فقہی معرفت تھی۔ ثقافت فلسفیہ میں اس نے ارسطو کی کچھ کتابیں پڑھی تھیں اور ان پر رد بھی لکھا تھا۔ جعفر بن یحییٰ برمکی نے ارسطو کا ذکر کیا تو نظام نے کہا کہ میں نے اس کی کتاب پر رد لکھا ہے۔ جعفر نے کہا یہ کیسے ہوگا حالانکہ تو اس کو اچھی طرح پڑھ بھی نہیں سکتا۔ نظام اسی وقت اس کتاب کی کچھ چیزیں بیان کرتے گئے اور

ان کو توڑتے بھی گئے۔ اس سے جعفر متعجب ہوا۔

نظام کی عقلیت اور خلق

جاحظ نے نظام کی عقلیت کی اچھی تصویر کھینچی ہے۔ وہ دوسرے لوگوں سے اس کو زیادہ جانتا تھا اور اکثر اختلاط رکھتا تھا۔ کتاب الحیوان میں نظام کی صداقت کی اس طرح وصف بیان کرتا ہے ؛۔ ”کان ابراھیم ماموں اللسان قلیل الزلل والزیغ فی باب الصدق“ ابراہیم (نظام) محفوظ زبان والے تھے، سچ بولنے میں لغزش اور کجروی نہیں کرتے تھے“۔ اس کے بعد اس کا ایک عقلی دقیق عیب پیش کیا ہے کہ وہ عمدہ قیاس والے اور اچھے استنباط والے تھے۔ لیکن مقیس علیہ میں زیادہ نہیں سوچتے تھے، وہ ایک ظن باندھ کر پھر اس پر قیاس کرتے تھے، اسی طرح جاحظ اس کا یہ عیب نکالتا ہے کہ وہ مسائل میں تلاش و تحقیق سے پہلے جزم کر لیتے تھے اور اس کی صداقت کی وصف کرنے کے ساتھ اس کے حق میں یہ بھی لکھتا ہے ”کان اضیق الناس صدرا بحمل سر، وکان شر ما یکون اذا یؤکد علیہ صاحب السر“ یعنی نظام رازداری کے لحاظ سے تنگ ظرف تھا (راز کو فاش کر دیتا تھا) اور اس وقت خاص طور پر افشا کرتا تھا جب راز کہنے والا اس کو چھپانے کی تاکید کرتا تھا۔

شک اور تجربہ نظام کی نظر میں

نظام کی عقلیت قوی تھی، جس کے وہ دو بنیادی رکن تھے جن کے باعث یورپ میں موجودہ ترقی ہوئی اور وہ دو رکن ہیں۔ شک اور تجربہ۔ نظام شک کو بحث کی بنیاد قرار دیتا ہے اور کہتا ہے ”الشاك اقرب اليك من الجاحد ولم يكن يقين قط حتى صار فيه شك ولم ينتقل احد من اعتقاد الى اعتقاد غيره حتى يكون بينهما حال شك“

ترجمہ:۔ شک کرنے والا تیری طرف انکار کرنے والے سے زیادہ قریب ہے، اور تب تک یقین حاصل نہیں ہوتا جب تک اس میں شک نہ ہو، اور کوئی شخص ایک اعتقاد سے دوسرے کے اعتقاد کی طرف نہیں جا سکتا جب تک ان دونوں کے درمیان شک حائل نہ ہو۔

باقی تجربہ کی تو اس نے اس طرح خدمت کی جس طرح آج طبیعی یا کیمیائی اس سے کام لیتا ہے۔ اس کے تجربہ کی ایک عجیب بات یہ ذکر کی جاتی ہے کہ عباسی امراء میں سے محمد بن علی بن سلیمان سے نظام مل گیا اور جانوروں پر شراب کا کیا اثر ہوتا ہے؟ اس تجربے میں اس کے ساتھ شریک ہوگیا۔ انہوں نے بڑے بڑے جانوروں مثلاً اونٹ، سانڈ، گائے، گھوڑے، ہرن اور بکریوں پر بھی یہ تجربہ کیا اور ان کو چھوڑ کر گدھ، کتے، نیولے اور سانپوں پر یہ تجربہ کیا، اس میں جو مالی مصارف ہوتے تھے وہ امیر کی طرف سے ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے شیر پر بھی یہ تجربہ کیا۔

بدفالی، خواب، جن وغیرہ کے متعلق نظّام کی رائے۔

نظام نے زرِ شتر مرغ کو آگ اور گرم پتھر کھلانے کا بھی تجربہ کیا۔ اس کے علاوہ وہ عوام کے اوہام کا بڑا مخالف تھا اور ان پر دلائل سے رد کرتا تھا۔ بدفالی اور خوابوں پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا۔ عرب کے اشعار میں جو جن اور غول کا ذکر آیا ہے اس کا نفیس تجزیہ کرتا تھا۔ اس کی تفصیل کے لئے کتاب الحیوان کی طرف رجوع کیا جائے۔

طالب علم کو رات کے لکڑہارے کی طرح نہیں ہونا چاہیئے

نظام جب کتابوں کے متعلق بات کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ درس کے لیک عجیب منہج اور نصاب پیش کر رہے ہوں۔ اگر کوئی تدبر کے بغیر بے سود معلومات ذہن میں جمع کرتا تھا تو اس پر تنقید کرتے تھے، ان کی رائے میں طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ حاطب لیل (رات کا لکڑہارا) نہ بنے بلکہ اسے مفید معلومات حاصل کرنی چاہیئے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ کتابیں مردوں کو زندہ نہیں کرتیں اور نہ وہ احمق کو عقلمند بناتی ہیں، اور نہ بلید کو ذکی بناتی ہیں، لیکن جب طبیعت میں معمولی بھی صلاحیت ہوتی ہے تو کتابیں اس کو ابھارتی اور تیز کرتی ہیں۔ اگر کوئی ہر چیز کے جاننے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے اقارب کو چاہیئے کہ اس کا علاج کرے۔ اگر کوئی ذکی اور حافظہ رکھتا ہو تو اس کو دو یا تین چیزوں کا قصد کرنا چاہیئے اور اپنے حواس کو ہمہ دانی سے دور رکھیں اور بعض علوم کے اندر تخصیص حاصل کرے اور لوگوں کی ضروریات سے غافل بھی نہ رہے۔

نظام کی رائے میں عالم کیلئے دو علم ضروری ہیں، ایک عام یعنی ہر چیز کی کہ
اور دوسرا خاص یعنی بعض چیزوں میں خصوصی تبحر اور مہارت حاصل کرے اور اس پر

نظام اور علم کلام

مملکت عباسی کے دور اول میں عقائد میں بڑی بحث ہوئیں اور اس مسئلے کی اتنی صورتیں پیدا ہوئیں جو پیغمبر علیہ السلام یا صحابہ اولین کے دور میں نہ تھیں۔ اس دور میں ان بحوث سے ایک نئے علم کی بنیاد پڑی جو دوسرے علوم کے ساتھ چلتا رہا اور یہ ہے "علم کلام"۔
مسلمانوں نے اس علم میں بڑا خوش اور اہتمام کیا، کیوں کہ اس کا تعلق جدل ملحدوں، فلسفیوں اور زندیقوں سے تھا۔ معتزلہ ان سب فرقوں میں اہم تھا جس علم کلام میں بحث مباحثہ کرکے مسائل کو پیدا کیا اور شرح کا بسط کیا اور اصول

معتزلوں کے پانچ متفقہ اصول

معتزلین کیلئے کچھ مبادی اور اصو ہیں جن کے ماننے پر سب کا اتفاق رہا ہے۔ اور ان کے بعض قائدین کے کچھ مخصوص اصول بھی ہیں۔
عام اصول جن کے بیان پر قریباً سب مؤرخین متفق ہیں وہ پانچ ہیں:
(۱) توحید (۲) عدل کا قائل ہونا (۳) وعدہ وعید کا قائل ہونا (۴) ایمان اور کفر کے درمیان ایک درمیانی مرتبہ (فسق) کو ماننا (۵) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا۔

تیسری صدی ہجری میں معتزلین کا ایک قائد "خیاط" نامی کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی اعتزال کے نام کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک ان مذکورہ پانچ اصولوں کا قائل نہ ہو۔ جیسا کسی میں یہ سب باتیں پائی جائیں گی تو وہ معتزلی ہے۔
علم کلام، علم جدل، اور مناظرہ کی بنیاد رکھنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اور وہ ایک ایسے پہلے دروازے اور منفذ کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے مسلمان فلاسفہ یونانی فلسفہ کی طرف داخل ہوئے کیونکہ معتزلہ نے سب سے پہلے یونانی فلسفہ سے مدد حاصل کی نظام، ابوالہذیل اور جاحظ وغیرہ کے بہت سے اقوال ایسے ہیں جن میں کچھ تو براہ راست

فلاسفۂ یونان کے اقوال سے منقول ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں ان کی طرف سے کچھ اعتدال پیدا ہوا ہے۔

نظام کا دہریوں پر رد۔

نظام نے اسلام کی طرف سے دفاع کا بڑا اہتمام کیا اور ملحدوں کی تردید کرتا تھا اپنی عمر کا ایک حصہ ملحدوں اور دہریوں کی تردید کیلئے مخصوص کیا تھا۔ نظام کے زمانے میں یہ ایک فرقہ جو کہ عراق وغیرہ میں پھیلا ہوا تھا ان کا کسی بھی دین پر ایمان نہیں تھا۔ اور نہ اللہ کا اقرار کرتے تھے۔ یہ فرقہ صرف محسوس پر ایمان رکھتا تھا، اس عالم مادی کے علاوہ کسی دوسرے عالم کو نہیں مانتے تھے۔ ان کی نظر میں قیامت، ثواب اور عقاب کوئی چیز نہ تھی ان کو دہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے دہریہ کہا جاتا ہے اور یہ نام قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ تھا۔ وَقَالُوا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَمَا یُهْلِکُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ؛

یہ فرقہ عالم کے قدم اور ابدیت کا قائل تھا اور ان کی نظر میں جہان کے اندر جو چیز بھی پیدا ہوتی ہے وہ طبعی توانین کے ماتحت ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جن کو مادی یا طبیعی کہا جاتا ہے قدیم دہری ان کے زیادہ مشابہ اور قریب تھے۔ یونانی فلاسفہ سے لے کر قرون وسطیٰ کے فلسفیوں تک اس فرقے کی مسلسل تردید کی جاتی ہے۔ اور معتزلہ بھی اسی طرح دہریوں پر رد لکھتے تھے۔ معتزلہ کا سرگروہ نظامؔ تھا اور نئے دور میں اس کی ابتدا جمال الدین افغانی سے ہوئی جس نے دہریوں کی تردید میں ایک رسالہ لکھا۔